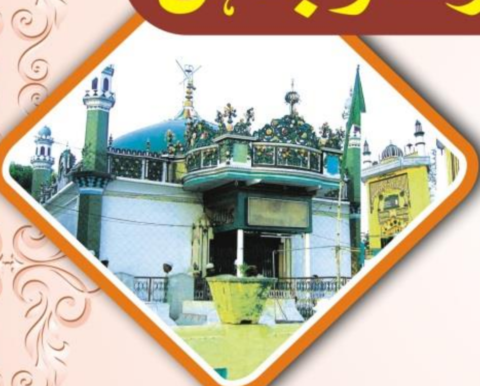


معرفت عارف و متعرف و جاہل



الملفوظ

قدوۃ الکبریٰ تارک السلطنت محبوب یزدانی مخدوم سلطان

سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھوچھہ مقدسہ

حسب فرمائش

مجاہد اسلام حضرت الشاہ سید عالمگیر اشرف صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی

کچھوچھہ شریف، یوپی

پیشکش آل رسول احمد الاشرفی القادری کٹیہاری

شائع کردہ انٹرنیشنل سنی سینٹر ناگپور

کتاب : معرفت عارف ومتعرف وجاہل

الملفوظ : غوث العالم محبوب یزدانی سلطان مخدوم سیداشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ

جامع ملفوظات : شیخ الاسلام حاجی حضرت نظام الدین غریب یمنی قدس سرہ النورانی

حسب فرمائش : مجاہد اسلام حضرت سید عالمگیر اشرفی کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ

پیشکش : الحاج ابومحامد آل رسول احمد الاشرفی القادری کٹیہاری

نظرثانی وتصحیح : عالمہ الفت جہاں امجدی کٹیہاری (فاضلہ: کلیۃ البنات الامجدیہ گھوسی مئو یوپی)

معاون : مولانا ظفراحسان قادری، غلام مرتضیٰ رضوی ناگپوری

سرورق ڈیزائننگ : تنویر خان اشرفی (اشرف پرنٹنگ پریس ناگپور)

شائع کردہ : انٹرنیشنل سنی سنیٹر محلہ حضرت نظام الدین کالونی ناگپور

حرف آغاز

غوث العالم محبوب یزدانی سلطان مخدوم اوحدالدین سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کے ملفوظات لطائف اشرفی کے نام سے مشہور ہیں۔ ملفوظات کا یہ نادر مجموعہ آپ کے مرید و خلیفہ شیخ الاسلام حضرت نظام الدین غریب یمنی قدس سرہ النورانی نے ترتیب دیا تھا انہوں نے اس میں حضرت مخدوم پاک کے مکشوفات، کلمات کی تفسیر، حقائق و معارف، اسرار کلام، احادیث مصطفوی، اقوال مرتضوی کی شرح، مشائخ کبار کی سوانح، شریعت و طریقت و حقیقت، آداب معیشت، اصطلاحات صوفیہ، شیخ طریقت کی ضرورت، ریاضت و مجاہدہ، عشق حقیقی، ذکر و فکر، مراقبہ و مکاشفہ، ولایت عامہ و خاصہ، وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود، سلاسل طریقت کی ضرورت اور تعلیمات، بزرگان دین کے مستند حالات ان کے شجرے اور ان خانوادوں کے متعلق معلومات اور بے شمار اہم مسائل شریعت و طریقت کے بارے میں جانکاری وغیرہ کو لطائف کی شکل میں ترتیب دے کر تصوف کی انسائیکلوپیڈیا بنا دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی صابری علیہ الرحمہ (صاحب مراۃ الاسرار متوفی ۱۰۹۴ہجری) فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجگانِ چشت کی تصانیف میں سے بفضلہ تعالی دو کتابیں ہیں جو قابل اقتداء ہیں: ایک **سیر الاولیاء**، دوسرے **لطائف اشرفی**۔

اصل کتاب فارسی زبان میں ہے جبکہ بر صغیر پاک وہند میں فارسی زبان کی جگہ اردو زبان نے لے لی اور فارسی زبان جاننے اور سمجھنے والے قلیل لوگ رہ گئے ہیں تو عوام الناس کے استفادے کے لئے اس خزینہ علم و عرفان کو اردو زبان میں منتقل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ کتابچہ لطائف اشرفی/ملفوظات غوث العالم محبوب یزدانی سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کا ہی ایک جز ہے جو کہ ۶۰ لطائف پر مشتمل ہیں ہر لطیفہ کا ایک الگ الگ موضوع ہے اسی موضوع/نام کے ساتھ اس کتابچے کو قارئین تک پہنچانے کی کوشش کر رہا ہوں تاکہ سمجھنے میں مزید آسانی ہو۔ حضرت سیدنا سفیان بن عنیہ فرماتے ہیں کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمہ یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے (حلیۃ الاولیاء) پر عمل کرتے ہوئے اپنے مخدوم پاک کا مختصر تذکرہ پیش کرتا ہوں۔

سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی رضی اللہ عنہ

ولادت باسعادت: غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ (۷۰۸ ہجری) میں بمقام سمنان پیدا ہوئے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام مبارک سلطان سید ابراہیم سمنانی نور بخشی السامانی قدس سرہ ہے جن کا شجرۂ نسب سید الشہداء سید نا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے حضرت مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے۔ آپ کے دور حکومت میں بارہ ہزار طلبہ مختلف علوم وفنون میں ماہر وفاضل نکلے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ والد محترم کے عہد سلطنت میں بڑی عجیب وغریب کتب تالیف وتصنیف کی گئیں جو مختلف علوم وفنون پر لکھی گئیں تھیں انہی میں سے یہ ایک مذکورہ کتاب "سبعہ ابراہیم شاہ" تھی جسے بعد میں سبع المسابع کے نام سے مشہور کیا گیا یہ کتاب علوم وفنون میں اپنی مثال آپ تھی۔

(مکتوبات اشرفی جلد ۲ صفحہ ۶۲ مترجم ممتاز اشرفی)

والدہ ماجدہ: سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی والدہ محترمہ کا نام "سیدہ خدیجہ بیگم" جو سلطان العارفین حضرت خواجہ احمد یسوی قدس سرہ کی بیٹی تھیں۔ بیگم صاحبہ نہایت عابدہ صالحہ تھیں اور کیوں نہ ہوتیں کہ وہ نسل خاندان سیادت سلطان العارفین سے تھیں۔ قرأت قرآن کریم، ادائے نوافل اور وظائف میں شب وروز بسر کرتیں۔ اکثر شب بیداری کرتیں اور دن کو روزہ رکھتیں۔ مدت العمر میں کبھی آپ کی نماز تہجد قضا نہیں ہوتی۔ (لطائف اشرفی ۲۲/۳۲)

تعلیم وتربیت: جب آپ چار سال، چار ماہ اور چار دن کے ہوئے تو خاندانی روایات کے مطابق آپ کی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔ اس روز دربار شاہی میں جلسۂ شادی وشادمانی منعقد ہوا، تمام شہر اور چار باغ سلطانی میں آئینہ بندی کی گئی طرح طرح کے عمدہ فرش اور قالین بچھائے گئے اور مسند شاہانہ بچھائی گئی جلیل القدر عالم دین حضرت مولانا عماد الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے بسم اللہ کرائی اور ابجد پڑھائی۔ پانچ برس کی عمر میں ساتوں قرأت کے ساتھ قرآن کریم حفظ کیا سات مہینہ ۲۶ دن میں یہ کمال حاصل کیا تھا۔ آپ کے اساتذہ میں علی بن حمزہ الکوفی علیہ الرحمہ کا نام آتا ہے جو اپنے وقت کے جید عالم دین اور قرأت سبعہ کے ماہر تھے۔ جب سن شریف سات سال کو پہونچا نکات علمی اس خوبی کے ساتھ بیان فرماتے کہ بڑے بڑے علماء سن سن کر عش عش کر جاتے تھے۔ آپ بارہ سال کی عمر میں علوم معانی وبلاغت ومعقول ومنقول تفسیر وفقہ وحدیث واصول جملہ علوم سے فارغ ہوئے۔ دستار فضیلت سر اقدس پر باندھی گئی۔ فن حدیث میں حضرت محبوب یزدانی نے حضرت سیدنا امام عبد اللہ یافعی قدس سرہ النورانی سے مکہ معظمہ میں سند حدیث حاصل کی اور مقام اسکندریہ میں حضرت سیدنا نجم الدین کبریٰ قدس سرہ النورانی کے صاحبزادے سے سند حدیث حضرت کو ملی تھی اور حضرت بابا مفرح سے سند حدیث حاصل کی جنہوں نے بابا فرح محدث سے سند حدیث حاصل کی تھی اور حضرت سیدنا احمد حقانی سے بھی حضرت کو سند حدیث حاصل ہوئی۔

تخت و حکومت: اپنے والد صاحب سلطان سید ابراہیم سمنانی نور بخشی السامانی علیہ الرحمہ کے اس دار فانی سے رحلت کے بعد سترہ سال کی عمر میں ریاست سمناں کے وارث بنے اور تخت حکومت پر متمکن ہوئے مگر چونکہ ان کا طبعی میلان فقر و فاقہ و درویشی کی طرف تھا اس لئے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ابوالعباس حضرت خضر علیہ السلام کی ترغیب سے اپنے بھائی سید اعرف محمد سمنانی نور بخشی السامانی کو تخت حکومت سپرد کر کے سلطنت سے دستبردار ہو گئے۔

جھاد فی سبیل اللہ : آپ نے جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ بھی بطریق احسن انجام دیا چنانچہ نہ صرف مالی اور لسانی جہاد کیا بلکہ جہاد بالسیف بھی کیا۔ ترک حکومت سے قبل جب وہ سمنان کے حکمراں تھے، کافروں کے خلاف باقاعدہ جہاد کیا اور دشمنوں کو شکست فاش دی۔ آپ ایک بہترین سپہ سالار بھی تھے۔ کم عمری میں سپہ سالار کی حیثیت سے حصہ لینا اور اپنے سے بڑے دشمنوں کو شکست فاش دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے اندر یہ تمام صلاحیتیں موجود تھیں۔

مسافرت ھندوستان: تخت سے دستبرداری کے بعد آپ ہندوستان کی طرف چل پڑے، گھڑ سوار اور پیادہ فوج کچھ دور تک آپ کے ہمرکاب تھے لیکن آپ نے انہیں بالآخر واپس لوٹا دیا اور تنہا سفر اختیار کیا۔

بیعت طریقت: مقام جنت آباد پنڈوا شریف (بنگال) پہنچے تو آپ کے مرشد کریم حضرت شیخ علاؤالحق والدین گنج نبات خالدی ابن اسعد لاہوری پنڈوی قدس سرہ النورانی (المتوفی ۸۰۰ ہجری) مع خلفاء و مریدین آپ کے استقبال کے لئے شہر سے چار کوس باہر تشریف لائے ہوئے تھے اور سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کو اپنی پالکی میں سوار کر کے اپنی قیام گاہ تک لے گئے اور فرمایا "اے فرزند! جس دن سے تم تارک السلطنت ہو کر گھر سے نکلے ہو، ہر منزل میں تمہارا نگران تھا اور مواصلت ملاقات ظاہری کی تمنا رکھتا تھا۔ الحمدللہ کہ جدائی مواصلت سے بدل گئی۔ حضرت مخدوم شیخ علاؤالحق والدین گنج نبات خالدی پنڈوی قدس سرہ اپنے وقت کے جلیل القدر بزرگ صاحب تقوی و روحانیت اور مقتدائے ارباب ولایت تھے یعنی علم و فضل زہد و تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔

تربیت شیخ: حضرت شیخ علاؤالحق گنج نبات قدس سرہ کی یہ عادت تھی یا یوں کہیے کہ یہ ان کی تربیت کا طریقہ تھا کہ جب کوئی ان کے پاس سلوک کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتا تو آپ اس سے سخت امتحان لیا کرتے تھے۔ سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی نے عرض کیا حضور میرے لئے کوئی کام متعین فرما دیں یہ سن کر فرمایا: فرزند اشرف! حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے تمہاری اتنی تعریف کی ہے کہ مجھے تم سے کوئی خدمت لیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی نور بخشی السامانی قدس سرہ سے خدمت نہ لینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ ترک سلطنت کر کے آئے تھے کیونکہ خدمت تو ان سے لی جاتی ہے جن کی اصلاح مقصود ہوتی ہے کہ ریاضت مجاہدے کے ذریعے ان کے غرور تکبر اور انانیت کو ختم کیا جائے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کیا جائے تو جس نے سلطنت ترک کر کے پہلے ہی درویشی اختیار کر لی ہو اور اپنے نفس امارہ کو مار لیا ہو اس کو پھر کسی مجاہدے کی ضرورت نہیں ہوتی اس کو تو صرف ایک کامل نگاہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لئے شیخ کامل نے آپ کے ذمہ کوئی خدمت نہیں لگائی۔

خطاب جھانگیری: جب چار سال کامل خدمت شیخ میں بسر کئے۔ حضرت مخدومی کو خیال ہوا کہ ان کو کیا لقب دینا چاہئے کیوں کہ **الالقاب تنزل من السماء** جو کچھ غیب سے نازل ہو۔ایک رات حضرت مخدومی وظائف واوراد شب برأت میں مشغول تھے خلوت خانہ میں جاکر مراقبہ کرکے دیر تک خاموش رہے یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی یکبارگی خلوت کی در ودیوار سے آواز آئی **"جہانگیر جہانگیر"** حضرت کے خاطر مبارک میں پہلے سے آپ کے لقب کا خیال تھا اس آواز غیبی کے سننے سے فرمایا الحمد للہ کہ فرزند اشرف کو خطاب جہانگیری ملا۔جب حضرت محبوب یزدانی دوسری خلوت میں مشغول ذکر وفکر تھے جب حضرت فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے اور نماز باجماعت ادا کی، حسب قاعدہ معمول جب حضرت مخدومی کے دست مبارک پر مصافحہ کرنے گئے اور سب لوگ باہم مصافحہ کرنے لگے جو کوئی حضرت محبوب یزدانی کے ہاتھ پر مصافحہ کرتا یہی کہتا کہ **خطاب جہانگیری** مبارک ہو۔

وعظ ونصیحت: حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے جامع مسجد بغداد میں خلیفہ اور وہاں کے اہل معرفت و مکرمت کے بے حد اصرار پر وعظ فرمایا۔اس مجمع میں تقریباً پانچ ہزار ارباب علم وفضل اور سرکاری امیر و سردار موجود تھے۔ قاری صاحب نے سورۂ یوسف تلاوت کی تو حضرت پر ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی۔اسی کیفیت میں آپ نے تقریر شروع کی اور اس وعظ میں معرفت وعرفان کے اس قدر نکات بیان فرمائے کہ سارے مجمع میں وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور گریہ وزاری کرنے لگے۔خاص طور پر آپ نے آیت پاک لولاان رابرھان ربہ (اگر اپنے رب کی پختہ دلیل نہ دیکھ لیتے) کی تفسیر میں ایسی ایسی عاشقانہ باتیں بیان کیں کہ سارے مجمع پر ان کا اثر ہوا یہاں تک کہ اکثر لوگ اپنے گھروں کی طرف دوڑے یا جنگل کی جانب نکل گئے۔

علمی خدمات: سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے وقت کے جلیل القدر عالم اور برگزیدہ صوفی کے علاوہ صاحب تصانیف کثیرہ بزرگ تھے آپ بیک وقت بادشاہ، مصنف، مؤلف، مترجم، مفسر، مجدد، مصلح، محدث، فقیہ، محشی، مؤرخ، مفکر، نعت گو شاعر، منجم اور شارح تھے۔ بیشتر علوم وفنون میں کامل مہارت رکھتے تھے۔آپ کا علم عجیب خداداد علم تھا کہ روئے زمین میں جہاں تشریف لے گئے وہیں کی زبان میں وعظ فرماتے اور اسی زبان میں کتاب تصنیف کرکے وہاں کے لوگوں کے لئے چھوڑ آتے۔ بہت سی کتابیں آپ کی عربی، فارسی، سوری، زنگی، اور ترکی مختلف ملک کی زبانوں میں جو تصنیف فرمائیں جن کی فہرست اگر لکھی جائے تو ایک طومار ہو جائے گی۔ علماء جلیل القدر کا یہ قول تھا کہ جس قدر تصانیف حضرت محبوب یزدانی نے فرمائیں بہت کم علماء اس قدر تصانیف کثیرہ کے مصنف ہوئے ہوں گے۔

تصانیف جلیلہ

غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ

☆ترجمہ قرآن کریم (بزبان فارسی) ☆رسالہ مناقب اصحاب کاملین و مراتب خلفائے راشدین ☆رسالہ غوثیہ ☆ بشارۃ الاخوان ☆ارشاد الاخوان ☆ فوائد الاشرف ☆اشرف الفوائد ☆رسالہ بحث وحدۃ الوجود ☆ تحقیقات عشق ☆ مکتوبات اشرفی ☆ شرف الانساب ☆ مناقب السادات ☆ فتاوائے اشرفی (بزبان عربی) ☆دیوان اشرف ☆رسالہ تصوف واخلاق (بزبان اردو) ☆رسالہ حجۃ الذاکرین ☆ بشارۃ المریدین ☆ کنزالاسرار ☆ لطائف اشرفی (ملفوظات سید اشرف سمنانی) ☆شرح سکندر نامہ ☆ سر الاسرار ☆ شرح عوارف المعارف ☆ شرح فصول الحکم ☆ قواعد العقائد ☆ تنبیہ الاخوان ☆ رسالہ مصطلحات تصوف ☆ تفسیر نور بخشیہ ☆رسالہ در تجویز طعنہ

یزید ☆بحر الحقائق ☆نحو اشرفیہ ☆کنزالد قائق ☆ذکر اسمائے الہی ☆مرقومات اشرفی ☆بحر الاذکار ☆بشارۃ الذاکرین ☆ربح سامانی ☆رسالہ قبریہ ☆رقعات اشرفی ☆تسخیر کواکب ☆فصول اشرفی ☆شرح ہدایہ (فقہ) ☆حاشیہ بر حواشی مبارک وغیرہ

حوالاجات

معارف سلسلہ اشرفیہ، حیات غوث العالم صفحہ، صحائف اشرفی حصہ اول،

سید اشرف جہانگیر سمنانی علمی دینی اور روحانی خدمات

مزارات کی زیارت: حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی جب صالحیہ (دمشق) اور جبل الفتح کے مزارات کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تو پاؤں سے جوتیاں نکال لیتے تھے اور برہنہ پا زیارت فرمایا کرتے تھے۔ یہی صورت ہندوستان میں بھی تھی۔ جب آپ دہلی، بدایوں، سرزمین جائس، بہار شریف، اودھ اور بنگال کے مزارات کی زیارت کرتے تھے تو ہمیشہ برہنہ پا ہوتے تھے۔ واللہ اعلم

منصب غوثیت: بمقام گلبرگہ شریف یکم رجب المرجب ۷۷۰ ہجری میں فائز ہوئے۔

صحابی رسول حاجی رتن ھندی سے ملاقات: غوثیت کے اعلیٰ ترین مرتبے پر فائز ہونے کے علاوہ حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے حضرت سیدنا ابوالرضا حاجی رتن ابن ہندی رضی اللہ عنہ کے دیدار و ملاقات کا شرف بھی حاصل فرمایا۔

مسافرت جھان اور حج بیت اللہ شریف: آپ نے اللہ تعالی کے فرمان " سیروا فی الارض " کا حق پوری طرح ادا کیا ہے۔ آپ نے ہندو پاک کے علاوہ ایران، عراق، روم، ترکی، دمشق، فلسطین، شام اور ممالک عرف کے تمام شہروں کا سفر کیا اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ ہندوستان کے طول و عرض میں تشریف لے گئے اور راہ گم کردہ لوگوں کو صراط مستقیم دکھائے رہے۔

محبوب یزدانی کا خطاب: بمقام روح آباد کچھوچھہ شریف، ۲۷ شب ماہ رمضان المبارک ۷۸۲ ہجری میں ملا۔ ہاتف غیبی نے لاکھوں تعظیم و تکریم کے ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا دی کہ **"اشرف میرا محبوب ہے"**۔ حضرت محبوب یزدانی کے معمول سے تھا کہ آپ ہمیشہ نماز فجر خانہ کعبہ میں ادا کرنے کے لئے کعبہ شریف میں تشریف لے جاتے، حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی جو اہل حرم کے قبلہ محترم تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کو دیکھتے ہی فرمایا کہ آپ کو محبوب یزادنی یہ خطاب حق تعالی کی طرف سے اشرف سمنانی مبارک ہو۔

وصال مبارک: حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنی زندگی سیاحت و تبلیغ دین میں گزاری اور سیاحت کے دوران کئی سو بزرگان دین سے فیض حاصل کیا۔ سن ۸۰۸ ہجری میں ہندوستان میں ہندؤں کے مقدس مقام اجودھیا کے قریب پہنچے اور کچھوچھہ شریف میں اپنی خانقاہ قائم کی۔ **خلفائے کرام:** آپ کے خلفائے کرام کا ذکر تحریر میں لانا آسان نہیں ہے۔ حق تعالیٰ نے حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی شان یہ بلند بنائی کہ آپ غوث العالم اولیائے روئے زمین کے سردار اور افسر تھے۔ آپ نے تین بار ساری دنیا کا سفر فرمایا پھر آپکے مریدان اور خلفاء کا کب شمار ہو سکتا ہے۔ اللہ ہی جانے۔ **سلسلہ اشرفیہ:** حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی کی نسبت سے یہ سلسلہ اشرفیہ کہلاتا ہے۔ حضرت مخدوم سمنانی نے کیونکہ مناکحت نہیں فرمائی تھی اس لئے کوئی صلبی اولاد حضرت نے نہیں چھوڑی حضرت شاہ عبدالرزاق نورالعین حضرت کے روحانی فرزند خلیفہ اول اور پہلے سجادہ نشین تھے اس لئے آپکی اولاد

ہی حضرت مخدوم کی اولاد کہلاتی ہے۔اور اسی نسبت سے یہ خاندان خاندان اشرفیہ اور اس کے مریدین کا سلسلہ، سلسلہ اشرفیہ کہلاتا ہے ۔اس سلسلہ اشرفیہ میں وقتاً فوقتاً بڑی علمی وروحانی جلیل القدر ہستیاں گذری ہیں جن میں حضرت شیخ مبارک بودلے (پیرومرشد حضرت نظام الدین بندگی میاں امیٹھوی وملک محمد جائسی) حضرت مولانا غلام مصطفیٰ اشرفی جیلانی عرف مُلاَّ باسو جائسی علیہ الرحمہ،مُلاَّ علی قلی اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ (استاذ مُلاَّ نظام الدین فرنگی محلی)، حضرت مولانا سید باقر اشرفی جیلانی ملقب بہ فاضل جائسی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا امام اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا سید امین اشرف جیلانی جائسی علیہ الرحمہ، اشرف الاولیاء ابو محمد سید حسین اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، ہم شبیہ غوث الاعظم محبوب ربانی حضرت ابو احمد محمد علی حسین اشرفی المعروف حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہ النورانی ، عالم ربانی سلطان الواعظین سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، حضرت سید محمد المعروف محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ، حضور سرکارکلاں سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، مجاہد دوراں سید محمد مظفر حسین علیہ الرحمہ، قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، سید العلماء سید محمد جعفر اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، قلندر اعظم مفتی سید محی الدین اشرف اشرفی علیہ الرحمہ، معین المشائخ مفتی سید معین الدین اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، صوفی ملت سید امیر اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، اشرف العلماء سید محمد حامد اشرف اشرفی علیہ الرحمہ، حکیم الملت سید شاہ قطب الدین اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، شیخ اعظم سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، محبوب العلماء حضرت سید محبوب اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، مجذوب کامل حضرت سید گل اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ سلسلہ اشرفیہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس سے تعلق رکھنے والے مریدین ومعتقدین اسوقت پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں جن میں علماء ومشائخ بھی کثیر تعداد میں شامل ہیں۔

ارشادات زرین

تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی سلطان اوحد الدین مخدوم سید اشرف جہانیاں جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :

☆ایمان وتوحید کے بعد بندہ پر سب سے پہلے عقائد حقہ وشریعہ کا جاننا فرض ہے۔☆علم حاصل کرو کہ زاہد بے علم شیطان کا تابعدار ہوتا ہے اور عابد بے فقہ کمہار کے گدھوں کی طرح۔☆علم ایک چمکتا ہوا آفتاب ہے اور تمام ہنر اس کی شعائیں ہیں۔☆عالم بے عمل ایسا ہے جیسے بے قلعی کا آئینہ۔☆عالم دین اور عالم دنیا میں فرق وہی ہے جو کھرے اور کھوٹے چاندی میں ہوتا ہے۔☆جاننا شریعت ہے، جاننے کے مطابق عمل کرنا طریقت ہے اور دونوں کے مقصود ہو توان کا حاصل کرنا حقیقت ہے۔☆جو شخص بے محل علمی گفتگو کرتا ہے تو اسکے کلام کے نور کا دو حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔☆اگر کوئی جان لے کہ اب اسکی زندگی میں صرف ایک ہفتہ باقی رہ گئے تو چاہیے کہ علم فقہ میں مشغول ہو جائے کیونکہ علوم دین سے ایک مسئلہ جان لینا ہزار رکعت سے افضل ہے ☆اگر علم کا چراغ ولی کے دل میں نہ ہو تو اسے شر کی خبر نہیں ہو سکتی اور وہ صحرائے ظلمت اور دشت کدورت میں مارا مارا پھرتا رہے گا☆جب کسی شہر میں پہونچو تو وہاں کے بزرگوں کی زیارت کرو پھر وہاں کے بزرگوں کی زیارت کے لئے جاؤ☆جب مشائخ کی زیارت کے لئے جائے تو بغیر شیرینی، پھول اور سبزہ کے نہ جائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ،

وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ

وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معرفتِ عارف ومتعرف وجاہل

(دربیان معرفتِ عارف ومتعرف وجاہل)

قال الا شرف :

المعرفة هی رویة الحق فی مراتب الظهور من الا فعال والصفات وَالذوات و وصفٍ من حیث الصدور۔

ترجمہ:- اشرف (قدوۃ الکبرا) کہتا ہے کہ معرفت یہ ہے کہ حق کا مشاہدہ کیا جائے افعال وصفات وذوات اور وصف کے مراتب الظہور میں باعتبار صدور کے۔

اس موقع پر حضرت نورالعین نے حضرت قدوۃ الکبرا کی خدمتِ گرامی میں عرض کیا کہ اہل معرفت دار بابِ کشف کا انتہائی درجہ حضور بیان فرمادیں۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ عوارف المعارف میں بیان کیا گیا ہے کہ معرفت سے مراد معلوم مجمل کا صورت تفصیل میں جاننا ہے مثلاً علمِ نحو یہ بتا تا ہے کہ فلاں عامل لفظی اور معنوی طور پر کیا عمل کرتا ہے، یہ جاننا گویا علم نحو کا بر سبیل اجمال جاننا ہے پھر ہر عامل کا تفصیلاً جاننا عبارت عربیہ کو بے توقف و تکلف پڑھنے کے وقت اور عامل کا اس کے موقع پر استعمال کرنا یہ معرفتِ نحو ہے اور دوبارہ جاننے میں فکر اور تکلف سے کام لینا یہ تعرفِ نحو ہے اور جاننے کے باوجود اس سے غفلت کرنا یہ سہود خطا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی معرفت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات کو تفصیلی صورتوں اور نئے نئے واقعوں میں دوبارہ پہچاننا بعد اس کے کہ اجمالی طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ موجودِ حقیقی اور فاعلِ مطلق اسی کی ذاتِ پاک ہے اور جب تک توحید کا اجمالی علم نہ ہو تفصیلی مشاہدہ نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا موحد تفصیلی صورتوں میں اور احوالِ متحدہ ومتضاد کے وقوع میں جیسے نفع ونقصان، عطاومنع میں قبض وبسط میں یا نقصان پہنچانے، نفع پہنچانے والے، معطی و مانع کی صورت میں قابض و باسط کے حال میں صرف حق سبحانہٗ تعالیٰ کو سمجھتا بوجھتا ہے بغیر کسی توقف وتکلف کے اور اسے عارف کہتے ہیں جیسا کہ فرمایا کہ عارف ایک آئینہ ہے جس میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں ظاہر ہوتا اور اگر پہلی دفعہ اس سے غافل ہوگیا اور پھر جلد اس خیال پر آ گیا اور درمیانی چیزوں کی صورتوں میں فاعل مطلق کو پہچاننے لگا اُس کو متعرف کہتے ہیں عارف نہیں کہتے اور اگر اللہ تعالیٰ سے بالکل ہی غافل ہوا اور افعال کی تاثیروں کو وسائط کے حوالہ کرے اُسے بھولا بھٹکا اور مشرکِ خفی کہتے ہیں مثلاً کوئی توحید پر تقریر کر رہا ہے اور اپنے کو دریائے توحید میں مستغرق ظاہر کرتا ہے اور کوئی دوسرا انکار کر کے اعتراض کرے اور کہے کہ اس کی باتیں وجد وحالت سے خالی ہیں بلکہ غور وفکر کا نتیجہ ہیں تو فوراً رنجیدہ

ہو جاتا ہےاور غصہ دکھاتا ہےاور اس کی خبر نہیں رکھتا کہ یہ رنج منکر کے قول کا عین مصداق ہے کہ وہ وجد اور حالت سے خالی ہے۔فوراً فرمایا۔

بہر تقدیر گویا ہست ولدار — ہر اک تقریر میں گویا ہے ولدار
اگر اقرار باشد خواہ انکار — اگر اقرار ہو یا خواہ انکار

ورنہ اس انکار کی صورت میں فاعل مطلق کو پہچان لیتا تو منکر پر غصہ نہ کرتا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی (قدس سرہٗ) سے عارفوں کے مراتب کے سلسلہ میں وضاحت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ صاحب فصوص الحکم کے ارشدات میں آیا ہے یعنی صاحب فصوص فرماتے ہیں عارفین کے کئی طبقات ہیں بعض اُن میں سے وہ لوگ ہیں جو باری تعالیٰ کی معرفت بذریعہ عقل حاصل کرتے ہیں اور اس کے وجود پر استدلالِ عقلی پیش کرتے ہیں یعنی اثر و فعل و موجودات کو دیکھ کر موثر و فاعل و موجد پر دلیل لاتے ہیں اور بعض ان میں سے وہ حضرات ہیں جو حق کو حق سے پہچانتے ہیں جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ کا ارشاد ہے:-عرفت ربی بربّی (میں نے اپنے رب کی معرفت رب کے ذریعہ سے حاصل کی) اور عرفان حق کو حق سے حاصل کرنا ایسا ہے جیسے آفتاب کو آفتاب سے پہچاننا۔اور حق کی تلاش عقل سے کرنا ایسا ہے جیسے آفتاب کے طلوع کو چراغ سے پہچاننا کہ جب صبح ہوئی چراغ دھیما پڑ گیا جیسا کہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے حضرت کمیل سے کہ چراغ بجھادو کیونکہ صبح ہوگئی اور معرفت تو کشف کے بعد ہوتی ہے اور علم کشف سے پہلے اور اس کے بعد بھی ہوتا ہے اور عارف وہ ہے جو اشیاء میں مشاہدۂ حق کرے وہ اشیاء ظہور جمال و تجلیات جلال حق کی آئینہ ہیں۔چنانچہ بعض ارباب کشف کا قول ہے کہ میں نے جس چیز کو دیکھا اس میں اللہ کو دیکھا تو میں نے اس کی معرفت حاصل کرلی۔حضرت بایزید بسطامی قدس الہ سرہ کا قول ہے کہ میں نے اللہ کو اللہ ہی سے پہچانا اور ماسوی اللہ کو اس کے نور کے ذریعہ سے جانا۔حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ عارف کو چاہیئے کہ تمام مظاہر کائنات اور موجودات میں انوارالٰہی کا مشاہدہ کرے،اگر کوئی نفع پہنچے تو سمجھ لے کہ اس میں اسم "النّافع" کی تجلّی جلوہ گر ہے جو مجھے نفع پہنچارہی ہے اور اس پر شکر ادا کرے اور اگر نقصان کا ظہور پایا جائے تو یہ جانے کہ اسم "الضّار" کی تجلّی اس میں جلوہ گر ہے اور مجھے صرف ضرر میں ڈالتی ہے اگر چہ بظاہر نقصان پہنچ رہا ہے حالانکہ بالخفا نفع ہے۔

شعر

اگر داروئی تلخ آرد طبیب — جو کڑوی دوا بھی پلائے طبیب
بخور کاندرو ہست نفع غریب — تو پی لے کہ ہے نفع میں وہ عجیب

مطابق حالی حکایت

حضرت قدوۃ الکبرا نے (تقریباً) فرمایا حضرت شیخ نظام الحق والدین کا ایک مرید کسی ایسے گاؤں میں جہاں سے دہلی صرف دو منزل تھا، رہتا تھا اور حضرت نظام الدین اولیاء کے ارشاد کے مطابق اسی گاؤں میں ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہ کر منازل سلوک کو طے کر رہا تھا اتفاقاً راہ سلوک

میں اس کو وقفہ پیش آ گیا اس نے اس وقفہ کو دور کرنے کے لے بہت کچھ کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا، آخر کار حضرت پیر و مرشد سے رجوع کیا کہ اس کی دست گیری فرمائیں، حضرت تو ایک طبیب حاذق تھے آپ نے اس کے درد کا مداوا کر دیا اور وہ وقفہ ختم ہو گیا۔ خوش خوش وہ اپنے مقام پر واپس آیا اور پھر اپنے اشغال اوٗاد میں حسب سابق مصروف ہو گیا اور بہت جلد منازلِ سلوک کو طے کرنے لگا۔ ایک رت کے بعد وہ پھر ایک حجاب سے دوچار ہوا اس کے حصولِ مقصود میں پھر رکاوٹ پیدا ہو گئی اور اس کے حال کا آئینہ زنگ آلود ہو گیا۔ وہ پھر ضرورتاً آپ کی خدمت کی طرف رجوع ہوا کہ کہا گیا ہے کہ بیمار طبیب کی خدمت میں پہنچتا ہے۔

غزل

درد مندی میرود سوئ طبیب	جاتا ہر بیمار ہے سوائے طبیب
خانۂ جواد می پرسد غریب	پوچھتا گھر ہے سخی کا ہر غریب
ہر کسی راچشم کور ست میرود	آنکھ سے معذور جاتا ہے وہاں
ہر کسی کو دارد از کحل عجیب	جس جگہ پاتا ہے وہ کحلِ عجیب
دردمندی راکہ می باید دوا	جسکو حاجت ہو دوا کی اسکو کاش
باید اورا شربتِ اشرف نصیب	شربتِ دیدار اشرف ہو نصیب
بردرش چون کعبۂ مقصود ماست	اُن کا در جو کعبۂ مقصود ہے
خاک بوسد ہر کہ او باشد لبیب	چومتا ہے ہر عقیل و ہر لبیب
جوہری باید کہ داند جوہرت	قدر جوہر جانتا ہے جوھری
اشرف عالم نجیب است و نجیب	اشرف عالم ہیں اشرف اور نجیب

چنانچہ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچا اور اپنے درد والم کا اظہار کیا۔ آپ نے اپنی حذاقت کے بموجب اس کے مناسب حال اس کا تدراک فرمایا۔ مرید نے ہر چند کوشش کی لیکن اس مرتبہ مقصود حاصل نہیں ہوا۔ حضرت سلطان المشائخ نے جب یہ ملاخطہ فرمایا کہ اس کا درد دوا پذیر نہیں ہے تو آپ نے مرید سے فرمایا کہ اب تدبیر صرف یہ ہے کہ صبر کرو اور اس وقت تک انتظار کرو کہ مفتح الابواب اپنی رحمت اور کرم کا دروازہ تم پر کھولے۔ بے چارے نامراد مرید نے مایوس ہو کر اپنے گھر کی راہ لی، راستہ میں ایک گاؤں تھا وہاں ٹھہر گیا۔ ایک مسجد میں آیا اس مسجد کی چھت پر چند نوجوان بیٹھے خربوزے کھا رہے تھے، انہوں نے جب اس نوجوان صوفی کو دیکھا تو ازراہِ تمسخر اس پر خربوزے کے چھلکے پھینکنے لگے، جتنی بار اس پر چھلکے پھینکے جاتے کچھ نہ کچھ اس کی عقدہ کشائی ہو جاتی، یہاں تک کہ اس کی تمام دشواریاں جو اُسے درپیش تھیں اور جو رکاوٹیں راہ سلوک کے طے کرنے میں سامنے آ گئی تھیں سب کی سب دور ہو گئیں اور پھر کوئی عقدہ باقی نہیں رہا وہ اس وعقدہ کشائی پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا

لایا دیہ نتیجہ تھا اس صبر کا جوان نو جوانوں کے تمسخر پر اس نے کیا۔ اس کے راہ کی رکاوٹیں دور ہوگئیں)

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب کوئی عارف اسم "القہّار" کی تجلّی کے محل میں آجائے تو اس کو چاہیے کہ فوراً اسم "الحفیظ" یا اسم اللّٰطیف کی تجلّی میں آجائے لیکن یہ خیال رکھے کہ اگر وہ یہ دیکھے کہ حق تعالیٰ اسم "القھار" کی تجلّی میں جلوہ فرما ہے تو پھر ایسا نہ کرے (پناہ طلبی میں دلیری نہ کرے) اس موقع پر حضرت قدوۃ الکبرا نے (تقریباً) یہ واقعہ بیان فرمایا کہ شیخ عبداللہ بلبانی کا ایک مرید آپ کے فرمانے کے بموجب کسی کوہستانی علاقہ میں ریاضت میں مصروف تھا۔ ایک دن ایک کالا سانپ اس کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے سانپ کو پکڑنا چاہا مگر سانپ نے اس کو ڈس لیا اور اس کا تمام جسم سوج گیا۔ اس نے اپنے شیخ کے پاس یہ خبر بھیجی کچھ لوگ اس کے پاس آئے اور شیخ کے پاس لے گئے شیخ نے مرید سے کہا کہ تو نے سانپ کو کیوں پکڑا جو اس نے تجھے ڈس لیا۔ مرید نے کہا اے شیخ آپ نے فرمایا تھا کہ غیر خدا کچھ نہیں ہے میں نے اس سانپ غیر خدا نہیں سمجھا اور اسی سبب سے اسے پکڑنے کی جرأت کی۔ شیخ نے کہا کہ جب خداوند تعالیٰ تجھ کو لباس قہر میں نظر آئے تو اس وقت بچنا چاہیئے اور اس کے پاس مت جا اور اگر ایسا کرے گا تو یہی حال ہوگا جو اس وقت ہوا ہے یہ کہہ کر اپنا ہاتھ اس کے سر کے نیچے رکھ دیا اور اسکو اٹھا کر بٹھایا اور فرمایا کہ آئندہ ایسی گستاخی نہ کرنا تاوقتیکہ اس کے جلال و جمال کی تجلّی کو اچھی طرح نہ پہچان لو۔ اس کے بعد شیخ نے دعا پڑھی جس کی برکت سے چڑھی ہوئی تمام سوجن دور ہوگئی۔ شفا پا کر وہ اپنے مقام پر لوٹ آیا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے اس ضمن میں فرمایا کہ یہی سبب ہے کہ صوفیہ عظّام اور عارفین متقدمین نے خواجہ منصور (حلاّج) کے کمال حال میں کچھ نقصان اور کمی بتائی ہے۔ اسی لیے کہ انہوں نے رعایت شریعت کا لحاظ نہیں رکھا تھا اور اسم "القہار" کی تجلّی سے اسم "اللطیف" کی تجلّی کی پناہ میں نہیں آئے اس لیے کہ وہ اولیائے کاملین اور اصفیائے صادقین جو "فناء الفنا" کی صفت سے موصوف اور عرفان حقایق و دقائق میں معروف و مشہور گزرے ہیں وہ اپنے احوال ذکیہ اور مقامات اعلیٰ پر ہمیشہ غالب رہے ہیں (مغلوب نہیں ہوئے) اس موقع پر حضرت نے شیخ عبداللہ بلبانی قدس سرہٗ سے مروی یہ حکایت بیان فرمائی کہ وہ فرماتے تھے کہ شیخ عبداللہ کی حضرت شیخ زاہد ابوبکر سے (جو ایک صاحبِ کشف کامل اور معارف آگاہ تھے) بڑی بے تکلفی تھی اور ان سے اکثر ظریفانہ انداز میں گفتگو کیا کرتے تھے چنانچہ شیخ عبداللہ کا بیان ہے :-

شیخ منصور کی ناکامی

ایک دن میں شیخ زاہد ابوبکر کی خدمت میں گیا۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ تم کہاں تھے اور کیا لائے ہو۔ میں نے تواضع اختیار کی اور خاموش رہا اور کچھ دیر یونہی بیٹھا رہا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ کے گھر سے آرہا ہوں۔ یہ سُن کر انہوں نے فرمایا اے مردک! یہ کیا کہہ رہے ہو میں نے کہا میں غیر خدا نہیں ہوں (گفتم من غیر خدا نیستم) شیخ زاہد نے

فرمایا کہ تم نے پھر سے منصور کی بات کہہ دی۔ میں نے کہا کہ میں ایک آہ سے صد ھذا ر منصور پیدا کر سکتا ہوں۔ جیسے ہی میں نے یہ بات کہی انہوں نے اپنا عصا میرے مارنے کے لیے اٹھایا میں نے اپنی جگہ سے جست لگائی اور عصا کی زد سے نکل گیا۔ شیخ زاہد نے مجھے ایک موٹی سے گالی دی اور فرمایا کہ منصور کی سولی پر چڑھا دے گیا اور وہ نہیں بھاگا اور تو صرف عصا کی ضرب سے ڈر کر بھاگ گیا میں نے کہا وہ منصور کی ناتمامی اور خامی تھی اگر پختہ اور کامل ہوتے تو بھاگ جاتے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک دونوں باتیں ایک ہی ہیں۔ جب میں نے یہ بات کہی تو شیخ زاہد نے فرمایا کہ تو گھاس کھا گیا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے گھاس کھائی ہے لیکن حقیقت کے سبزہ زار سے کھائی ہے۔ یہ سنکر انہوں نے فرمایا کہ بہت اچھی طرح کھائی ہے اور خوب کھائی ہے آؤ میرے سجادہ پر بیٹھو اور اس سجادہ کی حفاظت کرو، میں نے تعمیل کی، پھر شیخ ذاہد نے فرمایا کہ تم نے منصور کے بارے میں یہ کہا کہ ان کا دار پر چڑھنا اور نہ بھاگنا ان کی خامی اور ناتمامی کے سبب تھا۔ اس پر کوئی دلیل بھی ہے؟ (کس دلیل کی بنیاد پر یہ بات کہی) میں نے کہا دلیل یہ ہے کہ جو سوار اپنی شہسواری کا دعویٰ کرتا ہے اور کبھی اس کا گھوڑا بدک جائے اور باگ ہاتھ سے نکل جائے تو اگر ایسے موقع پر وہ گھوڑے میں گھوڑے کے سر کو پکڑ کر اس کو روک لے تو بے شک ایسے سوار کو ہوشیار اور چالاک کہا جائے گا اور اگر اس حالت میں وہ گھوڑے کو قابو نہیں کر سکا تو پھر وہ تمام جہان میں رسوا ہوگا۔ جب میں نے یہ بات کہی تو شیخ زاہد نے میرے قول کی تصدیق فرمائی اور کہا کہ میں نے تم سے زیادہ دیدہ ور اور کسی کو اب تک نہیں پایا۔

حضرت درِّ یتیم نے بصد تکریم عرض کیا کہ عارف کے لئے یہ بات بہت اہم اور ضروری ہے کہ مظاہر خلقیہ میں بھی وہ شہود حقیقت سے غافل نہ ہو اور مصادر کونیہ (دنیاوی امور) میں مشاہدہ وجو بیہ سے بیگانہ و غافل نہ ہو۔ سلاطین کے مظالم سے جو واقعی ظلم اور اندھیر ہوں بادشاہوں کا انکار کرنا چاہئے یا اقرار؟ اس کے جواب میں قدوۃ الکبرا نے حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا من ادعی المعرفة ولم يتذلل للاغنياء فهو كذاب في المعرفة۔ (جس نے معرفت کا دعویٰ کے اور اس نے اغنیاء کے سامنے تواضع اختیار نہیں کی تو وہ معرفت میں جھوٹا ہے) کیونکہ جب عارف توحید حقیقی تک پہنچ جاتا ہے اور کثرت میں وحدت کے مشاہدہ سے مشرف ہو جاتا ہے تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ مکونات (مظاہر) عالم میں محبوب کے جمال و کمال کے علاوہ اور کچھ ظاہر نہیں ہے پس دولتمندوں کے سمنے جو مظہر صفاتِ غنا ہیں اگر تواضع اختیار نہ کی جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ عارف میں اس شہود کا فقدان ہے (وہ کثرت میں وحدت کے مشاہدہ اور ہر چیز میں جمال و کمال حقیقی کے مشاہدہ سے بہرہ ور نہیں ہے۔) یہ سن کر حضرت درِّ یتیم (پسر شیخ کبیر) نے عرض کیا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے من تواضع غنيا لغناه فقد ذهب له ثلثا دينه (جس نے دولت مندکی تواضع اسکی دولت مندی کے سبب کی اس کے دین کا ۲/۳ حصہ جاتا رہا) بظاہر دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ اگر چہ بظاہر مضمونِ حدیث منافی دکھائی دیتا ہے مگر حقیقتہً منافی نہیں ہے کیونکہ حدیث میں لغناہ کی ضمیر غنی کی طرف سے

پھرتی ہے کہ اسکی غنا ذاتی ہے اور دین نقصان اس لئے ہوتا ہے کہ جو غنا درحقیقت حق تعالٰی کے لئے ثابت ہے اس کی نسبت غیر اللہ کی طرف کی حالانکہ واقعہ میں یہ غنا نہیں ہے چنانچہ لفظ لغناہ سے یہ ظاہر ہے

شعر

غنی مطلقاً در جہان کر دگار | غنی دو جہاں میں ہے بس کردگار
غنا جائ دیگر بود مستعار | غنا دوسری جا پہ ہے مستعار

عارف کی ہر فتوح عطا کرنے والا حق تعالٰی ہے

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ عارف کو جو فتوح بھی پہنچتی ہے وہ جانتا ہے کہ اسکا عطا کرنے والا حق تعالٰی ہے اور جس کسی سے بھی اس کو فیض پہنچتا ہے تو اس کی صورت میں وہ مبداء فیاض کا مشاہدہ کرتا ہے، عجیب بات تو یہ ہوگی کہ کوئی عارف فتوح کو قبول نہ کرے سوائے اس صورت کے کہ اس کو اندیشہ ہو کہ اس میں حرام مال کی آمیزش ہے۔اس موقع پر حضرت قدوۃ الکبرا نے یہ واقعہ بیان کیا کہ زمانہ سابق میں ہرات میں کافور نامی بادشاہ تھا اس نے بطورِ ہدیہ کچھ روپیہ اور ایک خط شیخ احمد اسلم طوسی کی خدمت میں بھیجا، انہوں نے قبول نہیں کیا اور واپس کر دیا اور کہا کہ مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے جن لوگوں سے تم نے زبردستی اسے وصول کیا ہے اُنہی کو دے دو، کیونکہ یہی بہتر ہے۔ جب قاصد واپس بادشاہ کے پاس شیخ احمد اسلم کا پیغام لایا کافور نے قلم دوات منگایا اور پھر شیخ احمد کے نام خط لکھا کہ اے صاحب میں اپنے حق کا مال خواہ زبردستی وصول کروں خواہ نرمی سے لوں تم کو اس سے کیا غرض ہے شاید قرآن شریف میں تم نے نہیں پڑھا ہے کہ وَلِلّٰہِ مَا فِے السَّمٰوٰت وَمَا فِے الْاَرْضِ [1] (اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے) و بینھا این الکافور (اور درمیان میں کافور کہاں ہے؟) تم نے اس تدرانہ کو کیوں نہ قبول کیا؟ کہتے ہیں کہ دوں وں جانب سے خط و کتابت اور ہر ایک قول جب شیخ عبداللہ انصاری کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ کافور کی یہ ایک معرفت کی بات اور خدا شناسی اسلم طوسی کو ستر سالہ عبادت سے بڑھ کر ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا! سبحان اللہ سبحان اللہ! گزشتہ زمانہ میں بادشاہ ایسے ہی ہوتے تھے کہ باوجود کمال شان و شوکت کے وہ خود کو سوائے اس کے اور کچھ ہیں سمجھتے تھے کہ قضا و قدر کے مظہر ہیں (اس کے علاوہ ان کا کمال ذاتی کچھ نہیں ہے) بلکہ وہ باین ہمہ عظمت و حشمت خود کو اسماء حق کا مقتضا خیاں کرتے تھے (یعنی ان کو شان و شوکت حق کی شان و شوکت کا ظہور ہے) اس زمانہ میں ان درویشوں اور صوفیوں سے بھی جو خود کو دریائے توحید کا غریق اور بحر وجد و کیف کا غواص کہلاتے رہتے ہیں ہرگز اس قسم کا وقیدہ ان سے ظاہر نہیں ہوتا۔

---

[1] پ۳ سورۂ آل عمران ۱۲۹

اس سلسلہ میں حضرت قدوۃ الکبرا نے امیر تیمور (گورگان) کا یہ واقعہ بیان فرمایا کہ امیر تیمور شہر سبزہ وار سے سمرقند جارہے تھے اُس روز پانچ سو صاحبِ شوکت وولایت امراء درؤسا ان کے ہمراہ تھے، امیر گھوڑے سے اُتر پڑھے، تمام امراء اور سردار بھی اپنی اپنی سواریوں سے اُتر آئے۔امیر تیمور کی خواہش تھی کہ کچھ راستہ پیدل چلیں دو خوبصورت غلام انکی بغل میں ہاتھ ڈال کر انکو لے کر چلے کیونکہ ان کے پیر میں لنگ تھا، جب کچھ راستہ طے کرلیا تو انہوں نے غلاموں سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں خود چلوں گا۔انہوں نے ان کو چھوڑ دیا، امیر گر پڑے تین بار اسی طرح ہوا پھر غلاموں نے پکڑ لیا تب امیر تیمور نے اپنے امیروں کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ تیمور ایسا بے کار لنگڑا ہے کہ اپنے آپ دو قدم بھی نہیں چل سکتا میری یہ شان وشوکت جو تم دیکھ رہے ہو میری طاقت اور شوکت نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ حق تعالیٰ کی عظمت و جمال ہے مجھے اس میں کچھ دخل نہیں ہے اور میں بیچ میں نہیں ہوں،

حضرت قدوۃ الکبا نے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کا یہ ارشاد بیان فرمایا:۔صاحبان بصیرت کے نزدیک یہ مسلّمہ ہے کہ یہ تمام کائنات اسماء اور صاف الٰہی کی مظہر ہے لیکن سلاطین کی مظہریت بالکل واضح اور زیادہ ظاہر ہے (ان کا مظہر اوصاف الٰہی ہونا زیادہ واضح ہے) شاہان زمانہ امر تکوین کے مظہر ہیں) وہ اللہ تعالیٰ کے امر تکوینی کے مظہر ہیں (جس کے ذریعہ کائنات کا نظام قائم رہتا ہے)اسی لیے ان کے سامنے حد درجہ انکسار اور خضوع کرنا چاہیئے اور ان کے آداب کی رعایت بدرجۂ اتم لازم ہے (آداب شاہی کو بجالانا بے حد ضروری ہے)۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ عارف باللہ اپنی رفتار، گفتار اور کردار میں ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی نسبت سے غافل نہیں ہوتا بلکہ کھانے پینے، سونے، بولنے اور سننے میں بھی اس کو غفلت نہیں ہوتی اس لیے کہ اس کا یہ پیکر عنصری اور یہ ترتیب جسمانہ اس پتلی کی طرح ہے کہ پس پردہ پتلی نچانے والا اس پر پورا پورا تصرف رکھتا ہے۔ پردہ کے پیچھے سے جس طرح چاہتا ہے اس کو حرکت دیتا ہے (اور اس پتلی کا اس حرکت میں کوئی دخل نہیں ہوتا) حضرت نظامی گنجوی نے کیا خوب کہا ہے۔

شعر

لعبت بازی پس این پردہ است	پردہ میں معشوق ہے بیٹھا ہوا
ازپی بازیچہ بہ پردہ نشست	اوٹ سے ہر کھیل ہے وہ کھیلتا

قال الا شرف: التصرف فی الحقیقۃ من اللّٰہ تعالیٰ لان الکمال فی ان یّصدر الا فعال کلّھا بارادتہ واختیارہ اذصدورھا بلا اختیارٍ وارادۃٍ نقص و الکمال فی ان یکون سمیعًا و بصیرًا و متکلمًاو موجدًا الی سائر صفاتہ الذاتیۃ والفعلیۃ والکمال فی ان یکون جمیع صفاتۃ دائمۃ الثبوت ازلًا وابدًا اذاتخلف عن واحدۃ

منہاوقت مانقص۔

ترجمہ:- حضرت اشرف نے فرمایا کہ تصرف درحقیقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے کیونکہ شان کمال اسی میں ہے کہ سارے افعال اس کے ارادہ واختیار سے صادر ہوں کیونکہ بےاختیار وارادہ افعال کا صادر ہونا نقص وعیب ہے اور شان کمال اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سمیع وبصیرو متکلم وموجد اور تمام صفاتِ ذاتیہ وفعایہ سے متصف ہو اور کمال اس میں ہے کہ اس کے تمام صفات ازلی وابدی ہوں ان میں سے کوئی بات بھی کسی وقت نہ ہوئی تو نقص وعیب ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا حضرت نظامی گنجوی کے یہ اشعار اکثر پڑھا کرتے تھے۔

قطعہ

لعبت بازی پس این پردہ است	پردہ میں معشوق ہے بیٹھا ہوا
از پئ بازیچہ پردہ نشست	اوٹ سے ہر کھیل ہے وہ کھیلتا
دیدۂ دل محرم این پردہ ساز	دل کو تو اس پردہ کا محرم بنا
تاچہ برون آید این پردہ راز	تا کہ ملے راز کا تجھکو پتا

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ اپنے بندہ کو جس قدر اپنی معرفت سے حصہ عطا فرماتا ہے تو اس قدر بلا اس پر نازل کرتا ہے تا کہ وہ اس بلا کو اپنی قوتِ معرفت کے سہارے برداشت کرے جیسا کہ بعض عارفین نے کہا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر بندہ کو معرفت سے کچھ حصّہ عطا فرمایا ہے اور بمقدار معرفت اس پر بلا نازل کرتا ہے تا کہ وہ معرفت اس بلا کی برداشت کے لیے اس کی ممد ومعاون بن جائے۔

عطافرمودہ معرفت واپس نہیں لی جاتی

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب کسی کو اللہ تعالیٰ اپنی معرفت سے کچھ حصہ عطا فرماتا ہے تو اگر وہ اس معرفت کے مقتضیات کے مطابق عمل کرتا ہے تو اس کی مغرفت میں اضافہ کر دیتا ہے اور اگر وہ معرفت کے برخلاف عمل کرتا ہے تو اس معرفت کو عطا کردہ سے واپس نہیں لیتا تا کہ کل قیامت میں اس معرفت کے بموجب اس سے معاملہ کیا جائے لیکن پھر اس میں زیادتی اور اضافہ نہیں کیا جاتا ہے۔ پس بندہ کو چاہیئے کہ جب اللہ تعالےٰ اس کو معرفت کے موتی اور کشف کے جواہر عطا فرمائے اور ان کو بندہ کے دل میں ڈال دے تو پھر وہ خانۂ دل میں دوسروی بیکار اشیاء کو نہ رکھے اور کس غیر مراد کو اپنے دل میں جگہ نہ دے۔

رباعی

ولی کو دران عشق جا میکند	وہ دل جس میں کرتا ہے عشق اپنی جا
مرادات عالم فنا می کند	ہر اک آرزو کی ہے اس میں فنا
اگر غیر حق رامکان دل کند	اگر غیر حق کا مکان دل بنا
دل و جانِ خودرا ہبا می کند	دل و جان کو کر دیا بس ہبا

حضرت قدوۃ الکبرا نے (تقریباً) فرمایا کہ فتوحات میں شیخ اکبر نے لکھا ہے کہ شیخ ابوالعباس حریری فرماتے تھے کہ میں شیخ ابوعبد اللہ فرغانی کے ساتھ بازار سے گذر رہا تھا، انہوں نے اپنے چھوٹے بچے کے لئے (جو بیمار تھا) قصریہ خریدی تھی۔ قصریہ اس ظرف یا بوتل کو کہتے ہیں جس میں مریض کا پیشاب طبیب کو دکھانے کیلیئے رکھتے ہیں تا کہ طبیب اس قصریہ یا قاروری کو دیکھ کر مریض کا مرض تشخیص کر سکے۔ راستہ میں ہماری ملاقات کچھ درویشوں سے ہوگئی ہم سب ایک جگہ بیٹھ گئے تا کہ وہاں کچھ کھا پی لیں۔ دل میں آیا کہ روٹی کے ساتھ کچھ دودھ شکر خرید لیں، اسوقت دودھ کیلیئے کوئی برتن نہیں تھا تو لوگوں نے کہا کہ قصریہ نئی ہے ابھی ناپاک نہیں ہوئی ہے دودھ اس قصریہ میں لے لیا جائے، جب درویشوں نے اس قصریہ سے میٹھا دودھ پی لیا تو سب نے اپنا راستہ لیا اور اِدھر اُدھر چلے گئے۔ میں شیخ ابوعبداللہ کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ قصریہ شیخ کے ہاتھ میں تھی (گھر لے جا کر اس میں پیشاب رکھنے کا ارادہ تھا) خدا کی قسم! میں نے اور ابوعبداللہ فرغانی دونوں نے یہ سُنا کہ قصریہ سے آواز آئی کہ اے درویشو! اب کہ مجھ سے اولیاء اللہ نے کچھ کھایا پیا ہے (اور ان کو لب مجھ سے مس ہوئے ہیں) تو اب مجھ سے پیشاب نہیں رکھا جا سکتا خدا کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس آواز کے آتے ہی قصریہ ان کے ہاتھ سے اچھل کر زمین پر گر گئی اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اس حال کے مشاہدہ سے ہم پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ شیخ اکبر نے فرمایا ہے کہ میں نے شیخ ابوالعباس سے کہا کہ شاید تم نے اس قصریہ کی موعظت اور پند کی طرف توجہ نہیں کی۔ وہ بات نہیں ہے تم سمجھتے ہو (کہ اب اس میں پیشاب نہ رکھا جائے) بہت سے ایسے ظرف ہیں کہ ان میں تم سے بہتر لوگوں نے کھایا پیا ہے اور وہ ناپاک ہو گئے ہیں بلکہ اس سے مقصود تم کو تنبیہہ کرنا تھا کہ جب کہ تمہارے دل خداوند تعالیٰ کی معرفت کے مقام بن گئے ہیں پاس چاہیئے کہ ان کو غیر کا مقام نہ بنایا جائے اور ان میں وہ چیزیں نہ رکھی جائیں جن سے خداوند تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور قصریہ جو ہاتھ سے نکل کر ٹوٹ گئی اس سے اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے حضور میں ہمیشہ اسی قدر شکستہ رہو۔ شیخ ابوالعباس نے از سر انصاف کہا کہ واقعی آپ نے جو کچھ کہا ہم وہ نہیں سمجھتے تھے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے شیخ سہل بن عبداللہ تستری کا یہ ارشاد نقل فرمایا کہ:۔

اللہ تعالیٰ نے زیر عرش مومن کے دل سے بہتر کوئی مکان اور مقام پیدا نہیں فرمایا ہے اس لیے کہ اس نے سب سے عزیز اور قابل قدر پونجی مخلوق کو اپنی معرفت سے زیادہ عطا نہیں کی ہے (معرفت خداوندی ان تمام چیزوں میں افضل و اعلیٰ ہے جو اللہ تعالےٰ نے خلق کو عطا فرمائی ہیں) پس عزیز ترین پونجی کو عزیز ترین مکان ہی میں رکھا جاتا ہے۔ اگر عرش سے فرش تک کوئی اور مکان و مقام دل مومن سے زیادہ بہتر اور عزت والا ہوتا تو وہ اپنی معرفت کی عزیز ترین متاع کو اس میں رکھتا! پس وہ بندہ بڑا ہی بے ہمت اور خسیس ہے کہ وہ اس مکان کو جو تمام مکانوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کو عزیز ہے غیر حق سے معمور کرے اور غیر حق میں مشغول رکھے اس لیے کہ مناسب نہیں جو دل اس کی نظر گاہ ہے اس کو غیروں کی نظر گاہ (منظر)

بنایا جائے۔ بزرگ اس سے ڈراکئے ہیں کہ اگر حق تعالیٰ کے دیکھنے کی چیز کو غیر کے شغل میں ڈال دیا تو خدانخواستہ مجھ سے حق تعالیٰ جدا نہ ہو جائے جیسا کہ روایتوں میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی اور ارشاد کیا کہ اے ابراہیمؑ میں نے تجھے اپنا دوست بنایا ہے پس اس بات کا خیال رکھ کر تیرا دل میرے علاوہ کسی غیر کا مشاہدہ نہ کرے اگر کسی غیر کا گذر تیرے دل میں ہوا تو میں تجھ سے دوستی کو قطع کرلوں گا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے شیخ ابوبکر یزدا ینار ارموی سے نقل فرمایا کہ وہ فرماتے تھے المحرفة تحقيق القلب بو حد انية الله (یعنی دل میں حق تعالےٰ کی وحدانیت کا متحقق ہوجانا معرفت ہے)

عارف کون ہے؟

حضرت نور العین نے خدمت گرامی میں عرض کیا کہ عارف کس کو کہتے ہیں؟ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شیخ ابوتراب نجشی فرماتے ہیں کہ عارف وہ ہے جسے کوئی چیز تاریک نہ کر سکے اور ہر چیز اس سے روشن ہو۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ خود کو لباس معرفت سے آراستہ کرنا اور دل میں عرفان کی بنیاد رکھنا ہر چیز سے بہتر ہے خواہ وہ ریاکاری ہی سے کیوں نہ ہو، جیسا کہ اکابر حضرات میں سے ایک نے ارشاد فرمایا کہ معرفت کے سبب سے بدی ہر عبادت سے بہتر ہے اور عارفوں کی ریا اور کاملوں کا نمود مریدوں اور مبتدیوں کے خلاص سے بصد مرتبہ افضل وہ بہتر ہے، اس بارے میں حضرت شیخ ابوالحسن نوری قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: عارف کی کچھ دیر کی معرفت اللہ تعالیٰ کے نزدیک عابدوں کی ہزار سال کی عبادت سے زیادہ افضل ہے جیسا کہ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ بغیر معرفت کے عبادت کرنیکی مثال چکی کے گدھے کی ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شریف حمزہ عقیلی نے ایک موقع پر بلخ میں یہ بات فرمائی کہ زمانہ کے عارفوں کی نشانیوں میں سے ایک خاص نشانی اور پروردگار عالم کی معرفت رکھنے والوں کی ایک مخصوص علامت یہ ہے کہ اس کے دور میں ذرّہ بھی موجود ہو اس کا اُسے علم ہو یا ملک میں کوئی چیز پیدا ہو یا حرکت میں آئے تو اس کی اُسے خبر ہو حضرت قدوۃ الکبرا نے (تقریباً) فرمایا کہ شیخ ابن البرقی بیمار تھے ان کے سامنے پانی پیش کیا گیا تو آپ نے پینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ مکہ میں ایک حادثہ پیش آیا ہے جب تک اس افتاد کی تفصیل معلوم نہ ہو جائے تو میں کچھ نہیں پیوں گا۔ تیرہ دن تک کچھ نہ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ خبر آئی کہ قرامطہ نے حرم پر حملہ کر دیا ہے بہت سی مخلوق کو قتل کر ڈالا اور حجر اسود کو توڑ ڈالا ہے۔ تب انہوں نے کھایا پیا۔ شیخ ابوعثمان مغربی نے یہ قصہ سن کر حضرت شیخ ابوعلی کاتب سے کہ کہا کہ یہ تو کوئی بڑی بات نہ ہوئی (کوئی بڑا کام نہیں) بات تو جب ہے کہ یہ بتاؤ آج مکہ میں کیا ہو رہا ہے انہوں نے جواب دیا کہ آج مکّہ میں تلوار چل رہی ہے (لڑائی ہو رہی ہے) آل طلحہ اور آل بکر کے درمیان جنگ ہو رہی ہے آل طلحہ کے لشکر کا سردار ایک ایسا جوان ہے جو سیاہ گھوڑے پر سوار ہے اور سرخ عمامہ باندھے ہے۔ اس بات کو (تاریخ کے ساتھ) لکھ لیا گیا، جب مسافران مکّہ سے دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ویسا ہی ہوا تھا جو کہ شیخ نے بیان فرمایا تھا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے اثنائے گفتگو میں فرمایا کہ یہ شرط عارف کے لیے بر سبیل عموم نہیں ہے (کہ وہ

ہر وقت ہر بات سے آگاہ رہے) صفت عبودیت اور عالم بشریت سے متعلق ہوتے ہوئے اس سے اتنا کچھ نہیں ہوسکتا، بندہ پر وہی بوجھ رکھا جاتا ہے جو وہ اٹھا سکتا ہے کوئی نہیں اٹھا پاتا اور کوئی اٹھا لیتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ	تو اپنے غیب پر کسی کو (کامل) اطلاع نہیں دیتا مگر جنہیں پسند فرمالیا
ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ [1]	جو اُس کے (سب) رسول ہیں۔
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ [2]	اور اللہ کی شان نہیں کہ وہ تمہیں غیب پر مطلع کردے۔

شعر

دانش جزوکل ز عادتِ اوست — علم ہر شے کا ہے اس کی شان
عالم الغیب و الشہادۃ اوست — عالم الغیب ہے وہی سبحان

حضرت کا عزمِ حج

حضرت قدوۃ الکبرا نے حج بیت اللہ کا قصد فرمایا۔ چنانچہ بعض خدام بارگاہ اور مخصوصانِ حضرت جیسے حضرت نور العین، شیخ ابوالوفا خوارزمی و خواجہ ابوالمکارم، شیخ الاسلام، بابا حسین اور تنگر قلی یہ سب حضرات آپ کی ہمراہی میں روانہ ہوئے، بندرگاہ روم سے [3] جہاز میں سوار ہوئے ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا ہوگا کہ موافق ہوا کا چلنا بند ہوگیا تین روز اسی حال میں گزر گئے اور کسی وقت بھی باد موافق نہیں چلی اس صورتِ حال سے تمام ہمراہی پریشان ہوگئے۔ اس عرصہ میں حضرت قدوۃ الکبرا پر ایک خاص کیفیت اور ایک عجیب حالت طاری رہی اس عرصہ میں آپ نے اپنے ان ملازمین خاص کی اس پریشانی کی طرف قطعی توجہ نہیں فرمائی۔ آپ بس ادائے نماز اور اوار دِ مخصوصہ اور وظائف معہودہ پڑھنے میں مصروف رہتے تھے لیکن آپ کے اصحاب کے خیال میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ آپ خود ایسا نہیں کر رہے۔ (یہ سب کچھ فعل اضطراری ہے) جب سب لوگوں کی بے قراری اور جہاز میں سفر کرنے والوں کا عجز و نیاز حد سے بڑھ گیا تو مجبور ہوکر حضرت قدوۃ الکبرا کو اس حال سے آگاہ کیا گیا تو تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ اس وقت مجذوب شیزازی (حافظ شیرازی) یاد آرہا ہے۔ اس کا شعر پڑھو (جو حسبِ حال ہے)۔

شعر

کشتی شکستگانیم ای باد شرطہ برخیز — کشتی شکستہ ہم ہیں چل اُٹھ ہوا موافق
باشد کہ بازبینیم آن یار آشنارا — شاید کہ دیکھیں پھر ہم اس یارِ آشنا کو

جیسے ہی آپ کی زبان سے یہ شعر نکلا اور آپ نے شعر تمام کیا اسی دم باد موافق چلنے لگی اور جہاز تیزی سے منزل کی جانب روانہ ہوگیا۔ جب جہاز نے کافی راستہ طے کرلیا تو اس فقیر یعنی غریب نظام یمنی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ معرفتِ ولی کی ایک شرط یہ بھی ہے۔ اس وقت

---

[1] پ ۲۹ سورہ جن ۲۶ [2] پ ۴ سورہ ال عمران ۱۷۹ [3] جہاز سے مراد بڑی بادبانی کشتی ہے

کوئی ایسا عارف ہوتا تو اچھا ہوتا جو ہم کو عارفان وسالکانِ بحر کے بارے میں کچھ بتلاتا۔ میرے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ حضرت قدوۃ الکبرا نے اس خادم سے مخاطب ہوکر فرمایا:۔فرزند نظام الدین اتنی آگاہی اور اتنی خبر تو اللہ تعالیٰ کے عارفوں کی نظر میں گھاس کے تنکے کے علم سے بھی کم ہے۔ابھی یہ سلسلہِ کلام جاری تھا کہ دریا کا پانی پھٹ گیا اور ایک شخص اس میں سے نمودار ہوا اور کہا کہ اے نظام الدین میں ان لوگوں میں سے ہوں جو عابدان بحر ہیں۔(سمندر کے اندر عبادت کرتے ہیں) میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کا نام کیا ہے اور آپ کا مقام کہاں ہے؟ اور آپ لوگوں میں بھی مرید کرنے اور خلافت عطا کرنے کا طریقہ ہے جیسا کہ زمین کے اولیاء اللہ میں رائج ہے! انہوں نے جواب دیا کہ اس سمندر کے اندر ایک شہر ہے جس کو مدینۃ الاشرف کہا جاتا ہے اس شہر میں ایک شیخ ہیں جن کو دُرّالجر کہا جاتا ہے وہ خود کو اشرفی سلسلہ کا ایک کمترین خلیفہ کہتے ہیں۔ شیخ درّ الجر کے دس ہزار مخلص میرید ہیں۔ ان میں سے ایک میں بھی ہوں میرا نام " کیکل" ہے۔تب میں نے اس شخص سے کہا کہ تمہارے پیر خود کو جس ہستی سے منسوب کرتے ہیں وہ اس وقت اس جہاز میں تشریف فرماہیں۔میری یہ بات کہتے ہی کیکل پانی سے باہر آگئے ان کے جسم پر جو لباس تھا وہ پریوں کے لباس کی طرح تھا وہ اسی وقت حضرت قدوۃ الکبرا کی قدم بوسی کے شرف سے مشرّف ہوئے اور حضرت قدوۃ الکبرا سے ایک گھڑی تک مصروف کلام رہے لیکن ہم لوگوں میں سے کوئی بھی ان حضرات کی گفتگو کو نہیں سمجھ سکا۔

ایک شب تراویح میں ختم قرآن

حضرت قدوۃ الکبرا ایک سال رمضان کے مہینہ میں صالحیہ ومشق میں جامع مسجد کی خانقاہ میں معتکف تھے۔حضرات صوفیہ اور ارباب طریقت کی دمشق میں اتنی کثرت ہے کہ بیان نہیں کی جاسکتی۔

شعر

چنان مجمعی بودکز اژدحام	کچھ ایسا تھا مجمع وہاں ایک قدم
درانجایٔ مراد نمیداشت گام	نہ رکھتا تھا کوئی وہاں ایک دم

اس بات سے سیاحانِ زمانہ اور وہاں کے آنے جانے والے بخوبی واقف ہیں، وہاں کے تمام اکابر صوفیہ، فضلا اور فقرا اس ارشاد کے مطابق کہ مــن صــلــی خــلف امــام تــقــی فـکـانـمـا صـلـی خـلـف امـام الـنـبـی (جس نے متقی امام کے پیچھے نماز ادا کی گویا اس نے کسی نبی (علیہ السلام) کی امامت میں نماز ادا کی) حضرت قدوۃ الکبرا کی اقتداء میں نماز تراویح ادا کرتے تھے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ ایک رات میں قرآن پاک ختم فرماتے تھے۔ بعض آرام پسند لوگ اتنی دیر کھڑے رہنے کی زحمت براداشت نہیں کر سکتے تھے وہ ختم قرآن کی سعادت سے محروم رہتے تھے لیکن عبادت گذار حضرات اس طرح کے قیام کو اپنی معراج سمجھتے تھے تقریباً ایک سو اہل کمال اس طرح شریک ہوتے تھے ۔ جب عید کا چاند ہوتو

دمشق والے دنیاوی مشاغل میں لگ گئے ہر طرف سے طبل ونقاروں کی آوازیں آنے لگیں۔

مصرعہ:۔

گمان شد کہ آمد اسرافیل صور

اسرافیل نے گویا پھونکا ہے صور

اور جیسا کہ شہر کے لوگوں کا قاعدہ ہے عام شور وغل پڑھ گیا، حضرت قدوۃ الکبرا پریشان ہوگئے اور ایک روز کا نعرہ لگایا اور اس کے بعد مراقبہ میں مستغرق ہوگئے ایک گھڑی تک آپ کی یہ کیفیت رہی۔

شعر

بدریائے حیرت فردبردہ سر	تحیر کے دریا میں ڈالا جو سر
زصحرائے فکرت بر آوردہ بر	تفکر کے صحرا سے نکلے بدر

ایک گھڑی کے بعد آپ اس عالم تحیرّ سے باہر آئے تو فرمایا کہ رمضان کی بیسوں تاریخ سے مجھے عالم مشاہد میں ڈال دیا گیا تھا اور میں اسرارالٰہی کے معائینہ میں مشغول ومصروف تھا اس تمام مدت میں مجھ پر بے خودی طاری رہی مجھے یاد نہیں کہ ان ایام میں نمازیں میں ادا کر سکا ہوں یا نہیں اخدام نے عرض کیا کہ حضرت قدوۃ الکبرا سے آداب نماز میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی اور کوئی دقیقہ اس سلسلہ میں فرد گذاشت نہیں ہوا ہے۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا الحمداللہ! اشرف کے وقت کو بھی شیخ اکبر اور سیدّ الطائفہ شیخ جنید بغدادی کے اوقات کی طرح (فروگذاشت) سے محفوظ رکھا گیا۔ اسی سلسلہ میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ فتوحات مکیہ کے چالیسوں باب میں مذکور ہے کہ شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ ایک بار مجھے آپے سے باہر کر دیا اور ایک عرصہ مجھ پر گذار دیا کہ میں باجماعت نماز ادا کرتا تھا امام ہوتا تھا، اور نماز کے تمام ارکان جیسا چاہئیے بجالاتا تھا لیکن مجھے اس کا کچھ شعور نہیں تھا نہ جماعت کا اور نہ مقام کا نہ عالم محسوسات سے مجھے کسی چیز کی خبر ہوتی تھی۔

یہ میں اس لیے بیان کر رہا ہوں کہ حال سے افاقہ کے بعد مجھے اس سے خبردار کیا گیا۔ مجھے خود اس کا کچھ علم نہیں ہوا جو کچھ اس مدت میں واقع ہوا وہ ایک سوئے ہوئے شخص کی حرکات کی طرح تھا کہ اس کو اپنی ان حرکات کا علم نہیں ہوتا ہے جو اس سے صادر ہوتی ہیں۔ مجھے یہ علم ہو گیا کہ حق تعالیٰ نے میرے اوقات کو محفوظ رکھا ہے اور میرے ساتھ وہی کچھ کیا جو حضرت شبلی کے ساتھ کیا تھا کہ اوقاتِ نماز میں ان کا شعور واپس آجاتا تھا لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کو خود اس کا شعور تھا یا نہیں۔ اس بات کو حضرت جنید قدس سرہٗ سے بیان کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا

الحمد للّٰہ الذی لم یجر علیہ لسان ذنبٍ (اللہ کا شکر ہے کہ اس نے زبانِ گناہ اس پر جاری نہ فرمائی)

ازخودرفتہ کے افعالِ ظاہری

اس موقعہ پر حضرت دریتیم نے عرض کیا کہ جب کوئی شخص ازخودرفتہ ہوجائے تو اس سے افعال ظاہری کس طرح سرزد ہوتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ ایک تو اس طرح کہ ملائکہ اس سے یہ افعال ظاہری کراتے ہیں اور اس کو اس کا شعور نہیں ہوتا اور دوسرے یہ کہ جب اعضاؤ جوارح عادی ہوجاتے ہیں تو کوئی تعجب نہیں کہ فقدان شعور کے باوجود کارہائے معینہ ان سے سرزد ہوں (بطور ملکہ وہ کام انجام دیتے ہیں)

حضرت نورالعین نے عرض کیا کہ فوائد معرفت کے سلسلہ میں حضور کچھ عنایت فرمائیں (بیان فرمائیں) حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ پیر ہروی (حضرت خواجہ عبداللہ انصاری ہروی) شیخ ابی عبداللہ باکو سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے سُنا ہے کہ احمد بن حسین بن منصور حلاّج نے خجند میں بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ تم اپنے نفس کو کسی کام میں لگالو قبل اس کے کہ وہ تم کو کسی امر میں ڈال دے۔

شعر

اگر نفس خودرانہ نہ آری براہ　　　کیا گر نہیں نفس کو روبراہ
برو تا ترا افگند زیرِ چاہ　　　تو جا تاکہ ڈالے تجھے زیر چاہ

میں عرض کیا کہ کچھ اور فرمایئے تو انہوں نے کہا کہ جس وقت کہ سارا عالم کام میں لگ جائے تو اس چیز میں کوشش کر جس کا ایک ذرہ کونین کے تمام اعمال سے بہتر ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا معرفت حق سبحانہ،تعالیٰ۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شیخ عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ عارف خلق خدا کی موافقت میں حق تعالیٰ کی پرستش نہیں کرتا ہے بلکہ وہ خالق کی موافقت میں کام کرتا ہے اور پھر معرفت اس پردہ کو چاک کردیتی ہے جو بندہ اور خالق کے درمیان ہوتا ہے۔

شعر

بدرد یقین پردہ ہائے خیال　　　یقیں پھاڑتا ہے حجاب خیال
نماند سرا پردہ الا جلال　　　سرا پردہ رہتا نہیں جز جلال

عارف کو چاہیئے کہ وہ عوام کے ساتھ سنی طریقہ پر رہے اور خواص کے ساتھ عارف بن کر۔ اپنی ذات کے ساتھ موحد بن کر اور اپنے نشان کے لحاظ سے گم ہوکر رہے۔

شعر

سلاطین عزلت گدایانِ حی　　　تجرد کے شاہ و گدائے الہٰ
منازل شناسان گم کردہ پئی　　　منازل سے آگاہ گم کردہ راہ

شیخ مرتعش سے منقول ہے کہ میں نے اس وقت تک اپنے کو باطن میں خاص کی صورت میں نہیں دیکھا جب تک ظاہر میں خود کو عام کی طرح نہیں دیکھا۔ اس عام سے مراد وہ عمومیت نہیں ہے جو کو عوام کہتے ہیں بلکہ اس سے ان کی مراد رتبہ اور مرتبت وسطیہ ہے۔

حضرت درِّ یتیم نے عرض کیا کہ معرفت رسمی کے کیا فائدے ہیں؟ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ پیر ہروی (خواجہ عبد اللہ انصاری) سے منقول ہے کہ کوئی چیز جسم نہیں پاتی ہے مگر عارفانہ معرفت سے نہ تصدیقی معرفت سے۔ شیخ ابوعلی دقاق فرماتے ہیں:۔ معرفة رسمية كقطرةٍ دسمية لا عليلا تشفي و لا غليلاً تسقِي (رسمی معرفت چکنائی کی بوند کی طرح ہے ہ اس سے علیل کو شفا ہو سکتی ہے اور نہ وہ پیاسہ کو سیراب کر سکتی ہے، لیکن نجات معرفت رسمی سے بھی ہو جائے گی انشاء اللہ تعالےٰ۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد کیا کہ معرفت عواطف الٰہی کے دریاؤں کا ایک موتی ہے اور اللہ تعالےٰ کے لطائف نا متناہی کی معادن کا ایک جوہر ہے۔ دیکھئے وہ کون سا سعادت مند ہے جس کے احوال کے تاج کے لئے یہ دُر التاج بنتا ہے اور بڑا ہی خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس موتی کو اپنی دُرجِ دل میں بطورِ امانت سنبھال کر رکھے۔

قطعہ

درُدرجک دلی کہ بود درمعرفت	جس پاک دل کے خانہ میں ہو درِ معرفت
آن دل بہ از ہزار جہانست بالیقین	وہ دل ہزاروں خلق سے بہتر ہے بالیقین
ازصد ہزار عالم واز ہر چہ درویست	لاکھوں جہان اور جو اسمیں ہے دیں اگر
بہر تو گرد ہند ہمین معرفت گزین	کہ معرفت قبول فقط اور کچھ نہیں

اے عزیز جوانمرد وہ ہے جو مقصد کونین کو ترک کر دے اور معرفت الٰہی میں مستغرق ہو جائے۔ اور کامل وہ شخص ہے جو ثقلین کے وجود کو نہیں رکھتا (دونوں عالم سے اس کو سرو کار نہیں ہے) اور حقوق معرفت و عرفان کو ادا کرتا ہے ا۔ آپ نے تقریباً ان الفاظ میں فرمایا کہ:۔

شیخ محمد بن یوسف عشا کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد پہاڑوں کی طرف نکل جاتے اور صبح تک وہاں رہتے اور بار بار کہتے الٰہی ؟ مجھے یا تو اپنی معرفت اور شناسائی عطا کر دے یا پھر اس پہاڑ کو حکم دے کہ وہ میرے سر پر ٹوٹ پڑے۔

شعر

مرابار کوہی کہ چندان بود	مجھے کوہ کا بار چنداں نہیں
زبارِ فراق تو آسان بود	جدائی مگر تیری آساں نہیں

تیری آشنائی اور شناسائی کے بغیر زندہ رہنا نہیں چاہتا۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب میں مکہ معظمہ پہنچا تو میں نے دیکھا کہ چند بوڑھے مقام ابراہیم علیہ السّلام پر بیٹھے ہیں میں ان کے قریب بیٹھ گیا۔قاری نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت کی۔میرے دل پر اس کا خاص اثر ہوا میں وہیں چیخنے اور فریاد کرنے لگا۔بوڑھوں نے قاری سے کہا کہ آپ خاموش ہو جائیں۔اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اے جوان! تجھے کیا ہو گیا کہ تو فریاد کرنے لگا اور ابھی تو قاری نے ایک آیت کی تلاوت ھی نہیں کی ہے۔میں نے کہا کہ بسم اللہ کے کچھ معنی مجھے معلوم کرادیئے ہس جو وجد کا سبب ہوا،سب نے کہا کہ تم کو کیا معنی بتائے گئے۔میں نے کہا باسمه قاصت السمٰوٰت والا رض باسمه قامت الا شیاء و کفی باسم اللّٰه سما عاً (اس کے نام سے تمام آسمان اور زمین قائم ہوئے اور تمام چیزیں اس کے نام سے قائم ہوئیں۔پس اللہ کا نام سن لینا کافی ہے) یہ سنتے ہی تمام بزرگ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنے بیچ میں مجھے بٹھالیا اور میری بہت عزت وتوقیر کی۔

شیخ محمد بن یوسف فرماتے ہیں کہ مکہّ معظمہ میں یہ دعائیں کیا کرتا تھا:۔

یارب مجھے اپنی معرفت عطا فرما ورنہ میری جان لے لے کہ تیری معرفت کے بغیر مجھے جان کی ضرورت نہیں ہے ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اگر تم یہ چاہتے ہو تو ایک ماہ کے روزے رکھو اور اس عرصہ میں کسی سے بات نہ کرنا۔روزے ختم کرنے کے بعد تم چاہ زمزم پر جانا اور پھر وہاں اپنی حاجت طلب کرنا۔چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا جب ایک ماہ گزر گیا تو میں زمزم پر آیا اور دعا کی۔چاہ زمزم سے ہاتف نے مجھے پکار کر کہا۔یا ابن یوسف اختر من الا مرین واحداً ایهما احب الیك العلم مع الغنیٰ والدنیاو المعرفة مع القلة و الفقر (اے ابن یوسف تم کو اختیار دیا جاتا ہے ان دو باتوں میں سے ایک جو تم زیادہ پسند ہو اختیار کرلو۔علم دولت ودنیا کے ساتھ یا معرفت قلت اور فقر کے ساتھ) میں نے کہا کہ میں معرفت قلت وفقر کیساتھ اختیار کرتا ہوں، پس چاہ زمزم سے آواز آئی کہ "تمہیں عطا کیا،عطا کیا"۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ جب عارف کو وجدان میسّر آجاتا ہے اور وہ کمالات سے موصوف ہو جاتا ہے تو اس کے ان کمالات کے آثار میں سے ایک بات یہ ہوتی ہے کہ اس پر ہمیشہ نسبت غالب رہتی ہے۔چنانچہ اس مکتوب میں جو شیخ علی ابن سہیل اصفہانی کو تحریر کیا گیا اس میں لکھا ہے کہ اپنے شیخ ابوعبداللہ سے دریافت کرو کہ تم پر کون سی چیز غالب ہے۔چنانچہ علی ابن سہیل نے اپنے شیخ سے یہی سوال کیا ان کے شیخ نے فرمایا ان کو لکھ دو کہ وَ اللّٰهُ غَالَبٌ عَلیٰ اَمرِهٖ [1] (اللہ جل شانہٗ اپنے کام پر غالب ہے)

حضرت قدوۃ الکبرا نے اکابر صوفیہ سے اس واقعہ کو نقل فرمایا کہ عالِم تم کو سرکہ اور حنظل چکھاتا ہے اور عارف تم کو مشک اور عنبر کی خوشبو سونگھاتا ہے۔العالم یز یقك الخل والحنظل وا لعارف یشمك المسك و العیز

[1] پ ۱۲ سورۂ یوسف ۲۱

اس سلسلہ میں حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ علما چونکہ احکام تکلیفی (تشریعی) کے بیان کے مظہر ہیں (وہ احکام شریعت بیان کرتے ہیں) اس سلسلہ میں ان کے نفس کو جو کلفت اور مشقت اٹھانی پڑتی ہے اس کو انہوں نے خَلّ و حنظل سے تعبیر کیا ہے اور چونکہ ارباب معرفت اور اصحاب وجدان حیات اصلی اور حقیقی کی چشمہ کے دھانہ پر پہنچ گئے ہیں اور حضرت خضر علیہ السّلام کی طرح احوال شریفہ کے آب شیریں سے آسودہ ہیں اکابر کی ہم نشینی اور ان کے فیض صحبت کے باعث ان کے احوال سے دوسرے لوگ بھی نفع اندوز ہوتے ہیں اور وہ خود اپنی جمیعت خاطر سے جو بہت ہی خوشبودار ہے متاثر ہیں (اثر پذیر ہیں) اس لیے ان کی فیض رسانی کو مشک و عنبر سونگھانے سے تعبیر کیا ہے۔ حضرت دُرِیتیم نے قدوۃ الکبرا کی خدمت میں عرض کیا کہ تارکِ دنیا زاہدوں کے مراتب اور خدا پرست عارفوں کے مناصب کے مابین کیا فرق ہے؟ کہ زاہد صرف دنیا کو ترک کیے ہوئے ہے اور عارفانِ حق آخرت کے بھی خواہاں نہیں! سوائے ذات حق کے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے جواب میں فرمایا کہ ادنیٰ ترین فرق وہ ہے جو ایک ذرہ اور آفتاب میں ہے اس لیے زاہد کا مقصود آخرت کی لذتوں سے محفوظ ہونا اور وہاں کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا ہے جب کہ عارف کی خواہش اور آرزو مولیٰ کی تجلیات اور جمالِ لایزال کا نظارہ کرنا ہے۔

مصرعہ:۔

بہ بین تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا
تو دیکھ راستہ کا فرق ہے کہاں سے کہاں

حضرت قدوۃ الکبرا جامع صالحیہ دمشق میں تشریف فرما تھے ایک صاحب جو اوصاف عابدانہ اور کمالِ زاہدنہ سے متصف تھے آپ کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے ان کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

شعر

سیر زاہد ہر مہی یک روزہ راہ — ماہ بھر زاہد چلے اک دن کی راہ
سیر عارف ہر دمی تاتختِ شاہ — سیر عارف ہر گھڑی تاتخت شاہ

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ خواجہ حافظ شیرازی درگاہ عالیٰ کے ایک مجذوبوں میں سے ہیں اور وہ بارگاہ حق تعالیٰ کے ایک محبوب بندے ہیں وہ مجھ فقیر کے ساتھ نیاز مندی کا تعلق رکھتے تھے ایک مدت تک ہماری ان کی صحبت رہی ہے ایک روز ہم سر راہ بیٹھے تھے کہ اہل معارف اور زاہدوں کے مراتب کی بات ہونے لگی۔ خواجہ حافظ شیرازی نے یہ شعر پڑھا۔

شعر

زروئے دوست دل دشمنان چہ دریابد — رخِ حبیب سے دشمن کے دل کو کیا حاصل
چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا — چراغ مردہ کہاں شمع آفتاب کہاں

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ کسی نے شیخ جعفر خلدی سے دریافت کیا کہ عارف کون ہیں

انہوں نے جواب دیا وہ ایسے لوگ ہیں کہ نہیں ہیں اور وہ ہو جائیں تو وہ نہ رہ جائیں یعنی وہ لوگ نہ وہ ہیں اور اگر وہ ہیں تو وہ نہیں ہیں۔اس سلسلہ میں زبان مبارک سے فرمایا۔

شعر

ایشان کہ بوند ایشان ایشان نبوند ایشان	وہ لوگ جو وہ ہیں وہ لوگ نہیں وہ ہیں
ایشان کہ نہ ایشان اند ایشان ہمہ ایشانند	وہ لوگ نہیں جو وہ سب بالیقین وہ ہیں

عارف کے دل کا آئینہ

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حضرت ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ کا ارشاد ہے کہ عالمِ راز میں عارف کا دل ایک آئینہ ہے جب وہ اس آئینہ میں دیکھتا ہے تو وہ اللہ کو دیکھتا ہے اس کے دل میں ایک جگہ ایسی ہے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی اس میں جگہ نہیں پاتا۔

حضرت کبیر نے معرفت ذات کو دریافت کیا۔حضرت ذوالنون مصری سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ ذات حق میں علم کا نام جہل ہے اور حقیقت معرفت میں کلام کرنے کا نام حیرت ہے اور اشارہ کرنیوالے کا اشارہ کرنا شرک ہے۔ذات حق میں بات کرنا نادانی ہے کسی شخص کو اللہ کی ذات وصفات میں گفتگو مناسب نہیں اور جائز نہیں کہ کچھ کہے مگر وہ کہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جس کو فرمادیا اس کی کیفیت ناقابل ادراک ہے اور ماننے اور تسلیم کرنے کے سوا اس میں کچھ جائز نہیں ہے اور حقیقتِ معرفت میں گفتگو حیرت ہے کیونکہ وہ اپنے کو حقیقت کے حق میں سمجھتا ہے۔دوسرے سب عاجز اور حیرت زدہ ہیں۔اپنی بزرگی کو آپ پہچان کر اُسے معرفت باور کرتا ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ یا اللہ میں تیری مدح نہیں کرسکتا اور نہ تیری ثنا کرسکتا ہوں تو ویسا ہی ہے جیسا تو نے خود اپنی مدح فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا [1] (اور وہ اپنے علم سے اس کا احاطہ نہیں کرسکتے) اس کو یہی جان لو کہ وہ ہے اللہ تعالیٰ یکتا و بے مثال اور اشارہ کرنے والے کا اشارہ شرک ہے یعنی شرک خفی کیونکہ اشارہ کرنے والا چاہیئے اور وہ دوئی میں نہیں سماتا۔وجود حقیقی وہ ہے اور باقی سب بہانہ ہے اور وہ وجودِ ہستی میں فرد ہے۔

مصرعہ

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلُ

(سمجھ لو کہ حق کے سوا سب باطل ہے)

طاہر مقدسی کا قول ہے کہ اگر لوگ عارف کو نور دیکھ پائیں تو اس میں جل جائیں اور اگر عارف وجود کے نور کو دیکھ لے تو سوخت ہو جائے۔خدا شناسی کی حد نفوس سے اور اسکی تدبیروں سے مجرد ہو جانا ہے۔

حضرت شیخ خیر الدین سدھوری کے قول "عارفان زمانہ کی دو مشہور حالتوں کہ "جس نے اللہ کا عرفان حاصل کیا اُس کی زبان گونگی ہوگئی اور اس کا الٹا کہ جس نے اللہ کا عرفان حاصل کیا اس کی زبان دراز ہوگئی" کے بارے میں دریافت کرنے پر حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ معرفت کی دو قسم ہے

---

[1] پ ۱۶ طٰہٰ ۱۱۰

معرفت ذاتیہ اور معرفت صفاتیہ۔ صفات کے عارف کی زبان دراز ہو جاتی ہے اور ذات کے عارف کی زبان گونگی ہو جاتی ہے۔ یعنی جب بندہ نے کُل کی نفی کی البتہ جزء وجود کل میں داخل تھا اور وہ بھی حقیقت نفی میں ہے اور حقیقت مثبت چاہیئے کہ شے کا اثبات کر سکے۔ نفی میں اثبات کا حکم اُس سے اٹھ گیا، ضرور زبان کو گونگا ہوگا اور جب نفی کے جنگل سے سر کو باہر لاتا ہے اور اثبات کے کوچہ میں آتا ہے تو احکام کی فرمانبرداری سے مانوس ہوتا ہے کوئی احکام شریعت کی باریکی اُس سے نہیں چھوٹتی باغیچۂ دل بے حد شاد رہتا ہے اور نورِ بصیرت انوارِ الٰہی کے مشاہدہ اور اسرارِ نا متناہی کے معائنہ سے مسرور ہوتا ہے تو ضرور یہ کہنا کہ جس نے اللہ کا عرفان حاصل کیا اس کی زبان دراز ہوگئی اس کی حالت ہر جاتی ہے۔

قطعہ

کشیدہ خنجری از ہیبتِ ذات — بڑی ہیبت سے ہے خنجر کو کھینچا
دریدہ فرق عرفا را بکرات — سرِ عارف کو کتنی بار کاٹا
چو از جامِ صفاتش می چشیدہ — پیا اسکی صفت کا جب پیالا
زجیب لا ابالی سر کشیدہ — گریبانِ خودی سے سر نکالا

حضرت جہانگیر اشرف سمنانی (قدوۃ الکبرا) نے نہایت معرفت کی اس طرح تعریف فرمائی کہ نہایت معرفت حق کا پانا ہے اس طرح کہ اس سے یہ وصف معرفت کبھی جدا نہ ہو جس طرح سے بینائی آنکھ سے اور سماعت کانوں سے کبھی جدا نہیں ہوسکتی۔



ان شاء اللہ تبارک و تعالیٰ

اردو زبان میں بہت جلد آپ کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔

صوفی و متصوف و ملامتی و فقیر



حضرت سیدناامام حسین اور یزید پلید بن معاویہ خالدی اموی



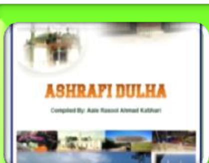
हुज़ूर का साया न था



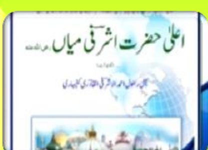
حیات سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ



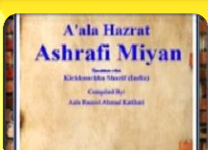
خانوادۂ اشرفیہ کی عالمی درسگاہیں



Ashrafi Dulha (Roman Urdu)



اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی رضی اللہ عنہ



A'ala Hazrat Ashrafi Miyan (English)



देवबंदियों की
रसूल दुश्मनी की ताज़ा मिसाल



فیشن اور پردہ
مؤلف حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی



इमाम अहमद रज़ा खां अलैहिर्रहमा
देवबंदियों की नज़र में (हिंदी)



حضور مفتی اعظم ہند کی نماز جنازہ کاامام کون؟



زکوۃ اور صدقۂ فطر



Ashrafi Dulha (Roman Urdu)



شب برات آزادی کی رات



Aala Hazrat Aur Radd e Bid'at
(Roman Urdu)



अक़ीदा ए इल्म ए गैब
और देवबंद की क़लाबज़ियाँ (हिंदी)



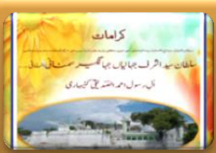
حاجی سید عبدالرزاق نورالعین الحسنی والحسینی



Devbandi Vs Devbandi



شجرہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ



کرامات سید سلطان اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

اشرفی پنج سورہ (زیر ترتیب)



English Speaking & Grammar



AaleRasoolAhmad
aalerasoolahmad@gmail.com
www.facebook.com/AaleRasoolAhmad
ww.twitter.com/AaleRasoolAhmad
www.youtube.com/c/AaleRasoolAhmad



Scribd: www.scribd.com/aale8rasool8ahmad
Slideshare:www.slidshare.net/mdalerasool
www.archive.com/aale_rasool_ahmad
www.aalerasoolamad.blogspost.com
Mobile: +91-7282896933, 7362828037